قرآن کا تصورِ ارض

Quranic Concept of the Earth

☆ ڈاکٹر صالح الدین حقانی

☆☆ ڈاکٹر نیاز محمد

Abstract:

The Almighty Allah has exhibited His quality and power of Creation through bringing into existence of this Universe and several creatures in it. Amongst these creatures, are the earth and the skies. According to Islamic doctrine, Allah the Almighty created seven skies. Similarly, he created seven earths, "This is the only Allah who has created seven skies and the same numbers of earths where His order is obeyed. So that you may know that Allah is the omni-potent and He has circumpassed all the things by His power of knowledge.

In the present article, efforts have been made to know the literal meaning of the term "Ardh", which stand for the earth in Arabic. Basic kinds and subsequently the different terms used by the holy Quran for Ardh have been discussed with special refrence to Tabqatul Ardh (layers of earth). The paper aims to illuminate that the Quran has numerous secrets of universe which need to be discovered in the best interest of the humanity.

اللہ جل جلالہ نے اپنی صفت خلق کا ایک مظہر ہمیں اس جہان کی شکل میں دکھایا۔ اس میں مختلف مخلوقات پیدا فرمائیں۔ انہی مخلوقات میں سے زمین اور آسمان بھی ہیں۔ اللہ رب العالمین نے اپنی قدرت کُن سے جیسے سات آسمان وجود میں لائے ایسے ہی اللہ نے سات زمینوں کو وجود بخشا۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

☆☆ ڈائریکٹر سینٹر فار ریلیجیس سٹڈیز کوہاٹ یونیورسٹی، کوہاٹ

﴿اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾(۱)

''اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہیں ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے''۔

جمہور علماء اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ سات آسمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں کو بھی پیدا فرمایا اور یہ سات زمینیں طبقات کی شکل میں ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔قال الجمهور: هی هٰهُنا فی کونها سبعا و کونها طباقا بعضها فوق بعض (۲) یعنی جمہور علماء کا کہنا ہے کہ وہ سات زمینیں اسی عالم میں ہیں اور اس کے طبقات کا مطلب یہ ہے کہ بعض زمین بعض کے اوپر ہیں۔

قرآنی تصریحات کے مطابق ''ارض'' کو اللہ تعالیٰ نے ''دخـــان'' کے بعد پیدا فرمایا: امام قرطبی (متوفی: ۶۷۱ھ) اس حوالے سے کہتے ہیں: ان اللّٰه تعالیٰ خلق اوّلا دخان السماء ثم خلق الأرض، ثم استوی الی السماء وهی دخان فسوها، ثم دحاالأرض بعد ذالك (۳)۔ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آسمان کا دھواں پیدا فرمایا پھر زمین پیدا فرمائی، پھر آسمان کی طرف توجہ کی جو کہ دھواں کی شکل میں موجود تھا، پھر اسے برابر فرمایا پھر اس کے بعد زمین بچھائی۔اس تمام تفصیل کا خلاصہ اور نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ الارض کو اللہ تعالیٰ نے دھواں کے بعد پیدا فرمایا''۔

زیرِ نظر مضمون میں لفظ ارض کی لغوی تحقیق، اس کی بنیادی اقسام اور بعد ازاں قرآن پاک کی آیات مبارکہ کے ذریعے مستدلات اور مستند ہائے وضاحت کی کوشش کی گئی ہے۔

الأرض: امام راغب اصفہانی (متوفی: ۵۰۲ھ) لفظ ارض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الجرم المقابل للسماء، و جمعه أرضون......و یعبّر بها عن أسفل الشيء کما یعبّر بالسماء عن أعلاه۔ (۴) ''ارض جو آسمان کے مقابلے میں آتا ہے، اس کی جمع أرضون ہے اور ہر چیز کے نچلے حصے کو ارض سے تعبیر کیا جاتا ہے جس طرح کہ ہر اوپر والی چیز کو آسمان سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾(۵)۔ ''اللہ وہ ذات ہے جس نے ساتوں آسمان اور ان کی طرح (سات) زمین پیدا کیے''۔

ارض کی بنیادی اقسام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِیْ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ (۶) ''وہی اللہ تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔''

مندرجہ ذیل بالا آیت کریمہ کی روشنی میں ''ارض'' کی مندرجہ ذیل دو قسمیں سامنے آتیں ہیں:

۱۔ البر ۲۔ البحر

لفظ بر اور بحر کی لغوی تحقیق:

ان دونوں الفاظ کی تحقیق کے لئے مشہور ائمہ فن کے آراء ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

البحر: امام راغب فرماتے ہیں: البحر: کل مکان واسع جامع للماء الکثیر (۷)۔ ''ہر وسیع اور جامع مکان جہاں ماء کثیر پایا جاتا ہو، بحر کہلاتا ہے''۔

البر: خلاف البحر و تصوّر منه التوسع ، فاشتق منه البر أي توسّع فی طاعته (۸)۔ ''لفظ بحر کی ضد ''بر'' ہے اور اس سے فراخی بھی مراد لی جاتی ہے چنانچہ اسی لفظ کے مادے سے ''بِر'' بھی مشتق ہے جو فرمان برداری میں فراخ دلی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے''۔

مشہور ماہر لغت احمد بن فارس (متوفی: ۳۶۰ھ) صاحب معجم مقاییس اللغۃ لفظ ''البر'' کے بارے میں لکھتے ہیں:۔۔۔ خلاف البحر، وابرّ الرجل :صارفی البر (۹)۔ ''بر کا لفظ بحر کا متضاد ہے، عربی میں ابر الرجل تب کہا جاتا ہے جب کوئی آدمی خشکی میں داخل ہو جائے''۔

بر اور بحر کا بطور متضاد استعمال اس قرآنی آیت میں ہوا ہے ﴿ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس﴾ (۱۰) ۔ ''خشکی اور تری میں انسانوں کے کئے کی بناء پر بگاڑ پیدا ہو گیا ہے''۔

ابن منظور (متوفی: ۷۵۰ھ) صاحب لسان العرب لفظ ''بحر'' کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انما سُمّی البحربحراً لسعته و انبساطه ویقال انما سمی البحر بحراً لأنه شق فی الارض شقّاً وجعل ذالك الشق لمائه قراراً والبحر فی کلام العرب الشق وفی حدیث عبدالمطلب: حفر زمز م ثم بحرهابحراً ای شقها ووسّعها حتی لا تُنزَف۔ (۱۱) ''دریا کو بحر اس کی وسعت اور کشادگی کی وجہ سے کہا جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دریا کو بحر اس لئے کہتے ہیں کہ دریا نے زمین میں دراڑ پیدا کی ہے اور

اس دراڑ کو اپنے لئے جائے قرار بنایا ہے۔ بحر عربی میں چیر پھاڑ کو کہتے ہیں اس کی تائید کلام عرب سے بھی ثابت ہے جیسا کہ عبدالمطلب کے بارے میں روایات (سیرت) میں وارد ہے کہ حفر زم زم: انہوں نے چاہ زمزم کو کھودا اور پھر اسے خوب گہرا کیا یہاں تک کہ وہ خشک ہونے کا نام ہی نہیں لیتا''۔

احمد ابن فارس (متوفی: ۳۹۱ھ) لفظ ''بحر'' کے بارے میں رقم طراز ہیں: سمّی البحر بحراً لاستبحاره وهو انبساطه و سَعَتُه۔[۱۲] ''دریا کو اس کی کشادگی اور وسعت کی وجہ سے بحر کہا جاتا ہے''۔

الارض (زمین) کے اقسام از روئے قرآن:

قرآن مجید میں مختلف سیاق وسباق کے تحت الارض (زمین) کے لئے مندرجہ ذیل اٹھارہ الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔ ان تمام الفاظ کو صاحب مترادفات القرآن نے بالاختصار ذکر کیا ہے لیکن شائقین تحقیق کے لئے ان قرآنی الفاظ کی ذیل میں تفصیل دی جارہی ہے اور پھر ہر ایک کی مختصر وضاحت ماہرین لغت کی آراء کی روشنی میں ذکر کرنے کے بعد قرآن مجید کی وہ متعلقہ آیت ذکر کی گئی ہے جس میں وہ لفظ آیا ہو۔

۱۔ جرز:

الارض (زمین) کی ایک قسم کے لئے جرز کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اس لفظ کے بابت صاحب مقاییس اللغۃ لکھتے ہیں: الجرز: القطع، و سیف جراز[۱۳] ''جرز کاٹنے کو کہتے ہیں اور اس لفظ کے استعمال میں سیف جراز بھی عربی محاورے میں ہے جس کے معنی کاٹنے والی تلوار کے ہیں''۔

اسی طرح ابو ہلال عسکری (متوفی: ۳۸۲ھ) رقم طراز ہیں، ''جرز خشک، بنجر اور نا قابل کاشت زمین کو کہتے ہیں۔ ایسی زمین جہاں بارش بہت کم ہوتی ہو''۔[۱۴]

اس خصوصیت والی زمین کو قرآن مجید کے درج ذیل الفاظ میں بتایا گیا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعاً تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ﴾[۱۵]

''کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی کو رواں کرتے ہیں۔ پھر اس میں سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی۔''

۲۔ سُهول:

یہ سهل کی جمع ہے۔ ہموار زمین کو عربی میں سهل کہتے ہیں۔ ابن منظور (متوفی: ۷۵۰ھ) صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: السهل من الارض نقيض الحزن وهو من الأسماء التى اجريت مجرى

الظروف والجمع سهول (۱۶)۔ ''سہل زمین حزن کی ضد ہے، سہل ان آسماء میں سے ہے جوظرف کے قائم مقام دیے جاتے ہیں اوراس کی جمع سهول ہے۔''

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُوراً﴾(۱۷)۔ ''تم نرم زمین پر محل بناتے ہو۔''

۳۔ ساهرةٌ:

ابن منظوراس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں: هی الأرض التی لم توطأ، وقیل هی أرض یجددها الله یوم القیامة ۔ (۱۸) ''وہ زمین جس پر کبھی چلت پھرت نہ ہوئی ہواور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن (آخرت کے حسب حال) اللہ زمین کو جونئی صورت دیں گے،اس زمین کا نام ''ساہرۃ'' ہے۔

قرآن میں اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَة فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ﴾(۱۹) ''وہ بس ایک ڈانٹ ہی ہوگی جس سے وہ سب مردے فوراً سطح زمین پر آجائیں گے۔''

٤۔ صعید:

ابن منظوراس کی لسانی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کل ارض مستویة فهی صعید (۲۰) ''ہروہ زمین جوہموار ہو،صعید کہلاتی ہے''۔

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً﴾(۲۱)'' پھرتمہیں پانی نہ ملے توپاک مٹی سے تیمّم کرلو۔''

۵۔ **قیعة:**

کھلی اور پھیلی ہوئی زمین قیعة کہلاتی ہے۔صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: القاع والقاعة والقیعة: ارض واسعة، سهلة، مطمئنة، مستویةُ (۲۲) ''وہ زمین جووسیع ،نرم،خوشگواراور ہموار ہواسے قاع ، قاعة ، اورقیعة کہاجاتاہے''۔

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاء﴾(۲۳) ''ان کے اعمال اس وسیع چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کی مانند ہیں جسے پیاساپانی سمجھتاہے''۔

۶۔ صَفصَف:

لسان العرب میں اس کی توضیح میں کہا گیا ہے: ارض صفصف ملساء مستوية [۲۴] ''مستوی اور ہموار میدان کو عربی میں ارض صفصف کہا جاتا ہے''۔

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿فَيَذَرُهَا قَاعاً صَفْصَفاً o لَا تَرَى فِيهَا عِوَجاً وَلَا أَمْتاً﴾ [۲۵] ''پھر زمین کو ہموار میدان بنا کر چھوڑے گا جس میں نہ کوئی موڑ ہوگا اور نہ اونچ نیچ''۔

۷۔ عراء:

عربی میں عرا کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: وجه الأرض الخالي...... [۲۶] ''وہ زمین جو آب وگیاہ سے خالی ہو یعنی چٹیل زمین ہو''۔

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿فَنَبَذْنَهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ﴾ [۲۷] ''پھر ہم نے ان (سیدنا یونسؑ) کو چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھے''۔

۸۔ زَلَق:

عربی میں زلق کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: ارض زَلَق وزَلَق ومزلق لا يثبت عليها قدم [۲۸]۔ ''وہ زمین جس پر پاؤں نہ جم سکیں''۔

اس خصوصیت والی زمین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَاناً مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيداً زَلَقاً﴾ [۲۹] ''اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو صبح کو وہ صاف میدان رہ جائے''۔

۹۔ صفوان:

عربی میں صفوان کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: الصفوان: واحده صفوانة وسميت صفوانة لذلك لانها تصفو من الطين والرمل۔ [۳۰] ''صفوان کا واحد صفوانہ ہے اور زمین کی ایک قسم کو صفوانہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کیچڑ اور ریت سے صاف ہوتی ہے یعنی پتھریلی زمین ہوتی ہے''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ﴾ [۳۱] ''اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو''۔

۱۰۔ صلداً:

صاحب مقاییس اللغہ نے درج ذیل تعریف بیان کی ہے: حجر صلد وجبين صلد اى املس

یابس (۳۲) ''صلد کے معنی سختی کے ہیں جیسا کہ عربی میں حجر صلد سخت پتھر کو کہتے ہیں اور جبین صلد سخت چہرے کو کہا جاتا ہے''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً﴾ (۳۳) ''اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو اور پھر اس کو مینہ پہنچے پھر وہ اس کو صاف اور سخت چھوڑ دے''۔

۱۱۔ فجوةٌ:

لسان العرب میں فجوة کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے :الفجوة والفرجة المتّسَعُ بين الشيئين ۔ (۳۴) '' دو چیزوں کے درمیان وسیع جگہ کو فجوۃ اور فرجۃ کہتے ہیں چنانچہ دو پہاڑوں کے درمیان کھلے میدان اور وادی کو کہا جاتا ہے''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْه﴾ (۳۵) ''اور وہ (اصحاب کہف) ایک کھلے میدان میں ہیں''۔

۱۲۔ ساحة:

ابن منظور لفظ ســـاحة کی وضاحت کے لئے اس لفظ کا عربی زبان میں استعمال بتاتے ہوئے کہتے ہیں: يقال نزل فلانٌ بسحسحه اى بنا حيته وساحته وارض سحسح واسع (۳۶) ''عربی میں کہا جاتا ہے کہ نزل فلان بسحسحه و ساحته (فلاں شخص اپنے صحن میں داخل ہو گیا) اور ارض سحسح کھلی جگہ کو کہتے ہیں ''اس طرح گویا گھروں سے ملحقہ کھلے میدان (صحن) کے لئے عربی میں ساحة کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے''۔

اسی طرح ابن فارس لکھتے ہیں: يقال ساحة الدار، وجمعها ساحات وسوح (۳۷) عربی میں گھر کے صحن کو اور آنگن کو ساحة الدار کہا جاتا ہے۔ اس کی جگہ ساحات اور سوح آتی ہے۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ○ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِيْنَ﴾ (۳۸) ''کیا وہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں پھر جب عذاب ان کے آنگنوں میں اترا تو جن کو ڈرسنایا گیا تھا ان کا برا حال ہو گیا''۔

۱۳۔　رَبوَۃٌ:

اس کی توضیح میں ابن منظور کہتے ہیں: والربو ُوالرّبوۃُ والرُّبوۃُ کل ما ارتفع من الارض (۳۹) ''ابھری ہوئی بلند اور شاداب زمین کو ربوۃ کہتے ہیں''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:: ﴿ کَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ﴾(۴۰)'' اس کی مثال ایک ایسے باغ کی ہے جو اونچی جگہ پر ہو، اس پر بارش پڑے تو دگنا پھل لائے''۔

۱۴۔　نَجد:

نجد کی تعریف میں کہا گیا ہے: کل ما ارتفع من الارض فھو نجد۔(۴۱)
''وہ زمین جو عام سطح زمین سے تھوڑی بلند اور سخت ہو''

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴾(۴۲) ''اور ہم نے اس کو دونوں راستے دکھا دیے''۔

۱۵۔　رِیع:

لسان العرب میں اس کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے: وارض مَرِیعَۃٌ ای مُخصبَۃٌ (۴۳)''ایسی زمین جو''ربوۃ'' سے تھوڑی اونچی ہو اور سخت ہو''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴾(۴۴)''کیا ہر اونچی جگہ پر عبث نشان تعمیر کرتے ہو''

۱۶۔　وادی:

ارضٌ مَضِلۃٌ وَمَضَلّۃٌ وو قعوا فی وادی تُضَلِّلَ اذا وقعوا فی مَضِلَّۃ (۴۵) ''ایسی ڈھلوان جگہ جو وسیع کشادہ اور پہاڑوں کے درمیان واقع ہو''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿رَبِّ اِنِّیٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ ﴾(۴۶)'' اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی بھی نہیں ہیں''۔

۱۷۔　مواطِن:

والمواطن المشھدُ من مشاھد الحرب۔ ''لڑائی کے میدانوں میں سے ایک میدان''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ﴾(۴۷) ''اللہ تعالی نے تمہیں بہت سے میدانوں میں مدد دی ہے۔''

۱۸۔ جُدَد:

هذا طريق جَدَدٌ اذا كان مستويا لاحَدَبَ فيه ولا وُعُوثة(۴۸) ''عربی میں طریق جدد اس راستے کو کہا جاتا ہے جو سیدھا اور اس میں کوئی ڈھلان اور کہیں کوئی سختی نہ ہو''۔

زمین کی اس قسم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴾(۴۹) '' اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ کے قطعات ہیں اور (بعض) سیاہ کالے ہیں۔''

طبقات کرہ ارض:

مناسب ہوگا کہ پہلے طبقات کی وضاحت کردی جائے تاکہ اس کی بنیاد پر پھر طبقات الارض کا مفہوم سمجھا جاسکے۔طبقات طبقة کی جمع ہے، یہ لفظ اسم مکان اور اسم زمان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اسم مکان کے لئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں: ہر چیز کا خول، چنانچہ ابن منظور لکھتے ہیں: الطبق : غطاء كل شئ ، والجمع :أطباق ، وطبق كل شئ : ماساواه۔(۵۰) ''ہر چیز کے اوپر کے خول (پردہ) کو طبق کہتے ہیں، اس کی جمع طباق ہے اور کسی چیز کا طبق (خول) وہ ہوتا ہے جو اس چیز کے ماسوا ہو''۔

طبق کا یہ لفظ اگر اسم زمان کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ''نسل'' کے ہیں۔ابن العربی کے مطابق: الطبق : الأمة بعد الأمة اور الاصمعی الطبق کے معنی الجماعة من الناس یعنی لوگوں کا ایک طبقہ یا مخصوص نسل بتاتا ہے۔اور ابن منظورؒ نے طبقات الناس کا معنی كل طبقة ،طبقت زمانها کر کے لغوی معنی سے اس کی مطابقت بیان کردی۔(۵۱)

لغت نویس اس کا معنوی مترادف ''قرن'' بتاتے ہیں۔(۵۲) اور ''اذا مضىٰ عالم بدأقرن '(۵۳) کا مفہوم '' اذا مضىٰ قرن ظهر قرن'' کیا گیا ہے۔(۵۴) 'جب ایک قرن (زمانہ) گزرے تو دوسرا قرن (زمانہ) آجاتا ہے''۔

اللہ جل جلالہ نے اپنی صفت تخلیق کا مظہر ہمیں اس جہاں کی شکل میں دکھایا، اس میں مختلف مخلوقات پیدا فرمائیں، انہی مخلوقات میں سے زمین اور آسمان بھی ہیں۔اللہ رب العالمین نے اپنے امر کُن سے جیسے

سات آسمان وجود میں لائے، ایسے ہی اللہ نے سات زمینوں کو وجود بخشا، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾(۵۵) ''اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی اتنی ہیں، ان میں اس کا حکم نازل ہوا کرتا ہے تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے''۔

جمہور علماء اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ سات آسمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں کو بھی پیدا فرمایا تاہم یہ بات تحقیق طلب ہے کہ ہماری موجودہ ایک زمین کے علاوہ باقی زمینیں کہاں ہیں؟ تو اس کے سلسلے میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں: فقال الجمهور هي ههُنا في كونها سبعا و كونها طباقا بعضها فوق بعض (۵۶) ''جمہور علماء کا کہنا ہے کہ وہ سات زمینیں اسی عالم میں ہیں اور اس کے طبقات کا مطلب یہ ہے کہ بعض زمین بعض کے اوپر ہیں''۔

اسی طرح علامہ قرطبیؒ الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں: سبع ارضين بعضها فوق بعض...... الارض العليا(۵۷)۔ ''سات زمینیں اوپر تلے ہیں''۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد زمین کے وہ حصے ہیں جو سمندروں کے ذریعے ایک دوسرے سے جدا ہیں، تو طبقات سے اس قول کے مطابق براعظم مراد ہیں۔(۵۸)

محمد الشوکانی تفسیر فتح القدیر میں سات آسمانوں کی طرح سات زمینوں کے بھی قائل ہیں۔(۵۹) اسی طرح صاحب تفسیر ابوسعود بھی تعددِ زمین میں سات کے قائل ہیں(۶۱) جب کہ امام رازی کے نزدیک ساتوں زمین سے مراد ساتوں اقالیم ہیں۔(۶۰)

زمین کی گول صفت کو مدنظر رکھتے ہوئے، المسالک والممالک کے مؤلف ابی القاسم عبید اللہ بن عبداللہ ابن خرداز بہ (متوفی: ۲۸۰ھ) لکھتے ہیں: صفة الارض انها مدوّرة كتدوير الكرة، موضوعة في جوف الفلك كالمحة في جوف البيضة۔ (۶۳) ''زمین گیند کی طرح گول ہے، جو فلک کے اندر اس طرح پڑی ہوئی ہے جیسے انڈے میں بچہ''۔

نتیجہ بحث:

قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ قرآنی نظریات کو بڑی خوشی کے ساتھ سائنسی طرز عمل کے ذریعے پرکھیں دلچسپ بات یہ ہے کہ چودہ سو سال ہو گئے ہیں اور کسی بھی طریقے سے قرآنی نظریات کی تغلیط ممکن نہیں ہو سکی۔ یہ ایسی سچی اور مصدقہ کتاب ہے جو اپنی آفاقیت کا تاج سر پر سجائے زمان و مکان میں محو سفر ہے۔

زیر نظر موضوع میں قرآن مجید نے زمین کی دو بڑی اقسام اور بعد ازاں اس کی اٹھارہ ذیلی اقسام کا مختصر اجمالی تعارف کرانے کے بعد یہ اعلان کر دیا کہ اگر تمھیں ان حقائق کے بارے میں کچھ شک وشبہ ہے تو متعلقہ شعبہء علم کے مستند علماء (ماہرین ارضیات) سے رجوع کر کے اپنے شبہات رفع کرو۔ مارشل جانسن (جو یونیورسٹی آف ٹورنٹو میں شعبہ ارضیات کے پروفیسر ہیں) کو جب مسلمانوں نے ''ارض'' سے متعلقہ آیات جمع کر کے دکھائیں تو پروفیسر موصوف نے بعد از تحقیق ثابت کر کے دکھایا کہ یہ صد فی صد درست ہے۔ [۶۴]

زیر نظر تحقیق کے نتیجے میں بلا تامّل کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمین اللہ تعالی کی صفت خلق کا نتیجہ ہے اور قدرت کے اس عجائب گھر کی بوقلمونیاں انسانی فہم وادراک سے ماوراء ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۃ الطلاق:۱۲

۲۔ روح المعاني، آلوسی ، ١٤:١٤٢

۳۔ الجامع لاحکام القرآنؒ، ج ۱، ص ۲۵۷

۴۔ المفردات فی غریب القرآن، ص ۷۳

۵۔ سورۃ الطلاق:۱۲

٦۔ سورة یونس:۲۲

۷۔ المفردات فی غریب القرآن:ص:۱۰۹

۸۔ ایضاً، ص ١١٤

۹۔ معجم مقاییس اللغة (ماده بر)، ص ۸۹

۱۰۔ سورۃ الروم:۴۱

۱۱۔ لسان العرب (مادہ بحر)، ج ٤، ص ٤١

۱۲۔ معجم مقاییس اللغۃ، مادہ بحر، ص۹۸

۱۳۔ مقاییس اللغۃ، مادہ ج رز،ص١٩٢

۱۴۔ الفروق اللّغویۃ(مادہ جرز)

۱۵۔ سورۃ السجدۃ::۲۷

۱۶۔ لسان العرب، ج ١ ص، ٣٤٩

۱۷۔ سورۃ الاعراف:۷۴

۱۸۔ لسان العرب، ج ٤ ص ٣٨٣

۱۹۔ سورۃ النازعات: ۱۴

۲۰۔ لسان العرب،ایضاً

۲۱۔ سورۃ المائدۃ: ٦

۲۲۔ لسان العرب ، ج ٨ ص ٢٠٤

۲۳۔ سورۃ النور: ۳۹

۲۴۔ لسان العرب ج ٩، ص ١٩٤

۲۵۔ سورۃ طٰہٰ: ١٠٦

۲۶۔ لسان العرب ، ج ١٥، ص ٤٤

٢٧۔ سورۃ الصّٰفّٰت:١٤٥

۲۸۔ لسان العرب ، ج ١٠ ص ١٤٤

۲۹۔ سورۃ الکھف: ۴۰

۳۰۔ مقاییس اللغۃ، ص، ٥٤٦

۳۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۴

۳۲۔ مقاییس اللغۃ،ص ٥٥٠

۳۳۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۴

۳٤۔ لسان العرب ، ج ١٥، ص ١٤٨

۳۵۔ سورۃ الکهف: ۱۷

۳٦۔ لسا ن العرب، ج ٢ ،ص٢٨٦

۳۷۔ مقاييس اللغة ج٣، ص ١١٣

۳۸۔ سورۃ الصافات:۔۱۷٦۔۱۷۷

۳۹۔ لسان العرب،ایضاً

۴۰۔ سورۃ البقرۃ:۲٦٥

۴۱۔ فقه اللغة ج ١ ص ٣٤

۴۲۔ سورۃ الفجر: ۱۰

۴۳۔ لسان العرب ، ج ٨، ١ ص ١٣٨

۴۴۔ سورۃ الشعراء :۱۲۸

٤٥۔ لسان العرب،ایضاً

۴٦۔ سورۃ ابراهیم: ۳۷

۴۷۔ سورۃ التوبة :۲۵

۴۸۔ لسان العرب، ج۳،ص ۱۰۸

۴۹۔ سورۃ فاطر: ۲۷

۵۰۔ لسان العرب، ج ۱۰،ص ۲۰۹

۵۱۔ نفس المصدر: ج ۱۰،ص ۲۱۰

۵۲۔ نفس المصدر، ج ۱۰،ص ۲۲

۵۳۔ فیروز آبادی، ج۳، ص:۳۵٦

۵۴۔ سیدنا عباسؓ کا قول ہے بحوالہ لسان العرب، ج ۱۰،ص ۲۱۱

۵۵۔ ایضا

۵۶۔ آلوسی، روح المعانی، ۱٤:۱٤۲

۵۷۔ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی الاندلسی اھل قرطبہ کے صلحاء، زہّاد اور کبار مفسرین جماعت میں سے تھے۔ الجامع لاحکام القرآن آپ کی شہرہ آفاق تفسیر ہے۔ آپ مصر میں مقیم رہے اور وہیں ۶۷۱ ہجری بمطابق سن ۱۲۷۳ء میں وفات پا گئے۔ (نفح الطیب ۱:۴۲۸)

۵۸۔ الجامع لاحکام القرآن، ج۹:ص۱۱۴

۵۹۔ الشوکانی، محمد بن علی فتح القدیر الجامع بین فنی الروایة والدرایة من علم التفسیر ج۷،ص۵۵۹

۶۰۔ ملاحظہ ہو: تفسیر مفاتیح الغیب، سورۃ الطلاق، آیت ۱۲ کے تحت

۶۱۔ ابو سعود العمادی محمد بن محمد، ارشاد العقل السلیم الی مزایاالکتاب الکریم، ج٦،ص۵۵۹

۶۲۔ الجامع لأحکام القرآن ۔ ج۱،ص۲۵۷

۶۳۔ المسالک والممالک، ج۱،ص۱

۶۴۔ قرآنی حقائق اور جدید سائنس، ص۳۴،۳۵

فہرست مصادر و مراجع

۱ القرآن الکریم

۲ آلوسی، شهاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دارالکتب العلمیة، بیروت، ١٤١٥ھ

۳ ابن خردازبة، عبیداللہ بن عبداللہ، المسالك والممالك، داراحیاء التراث العربی، الطبعةالاولیٰ، ١٤٠٨ھ

٤ ابوالحسین، احمد بن فارس، معجم مقاییس اللّغة، دارالفکر، بیروت، ١٣٩٩ھ

۵ ابو سعود العمادی محمد بن محمد، ارشاد العقل السلیم الی مزایاالکتاب الکریم، دارالمطبعة، بیروت (س۔ ن)

۶ ابو ہلال، عسکری، معجم الفروق اللّغویة من کتاب السیر نور الدین الجزائری ، تحقیق مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعةالمدرسین، بقم المقدسیة

۷ الأفریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، (س۔ن)

۸ الثعالبي، عبدالملك بن محمد ، فقه اللّغة، (س۔ن)

۹ الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، اسمٰعیل اکیڈمی لاہور (س۔ن)

۱۰ الراغب، الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دارالعلم الدار الشامیة، دمشق، ١٤١٢ھ

۱۱ الشوکانی ، محمد بن علی، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایة والدرایة من علم التفسیر، دارالکتب المصریة، القاهره، ١٣٨٤ھ۔

۱۲ رضا، سبطین، قرآنی حقائق اور جدید سائنس، اسد نیئر پرنٹرز لاہور، (س۔ن)